تذکرہ
میلادِ رسول ﷺ

علامہ ابنِ کثیر

ضیاء الدین پبلیکیشنز
کراچی

تذکرہ

میلادِ رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مصنف علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

مترجم مولانا افتخار احمد قادری

ہمدانی ذخیرہ کتب

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی۔ کے ۲/۲۹۔ فرزانہ منزل کھارادر کراچی

سلسلہ اشاعت نمبر ۸

نام کتاب ——— تذکرہ میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف ——— علامہ ابن کثیر

مترجم ——— مولانا افتخار احمد قادری

ناشر ——— ضیاء الدین پبلیکیشنز

طباعت ——— بار اول اکتوبر ۱۹۸۶ء

مطبع ——— مشہور آفسٹ پریس

قیمت ——— 6/ روپے

ملنے کا مکمل پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی۔ کے ۲۹/۴ فرزانہ منزل نزد خالق دینا گرلز اسکول

کھارادر کراچی ۲

فہرست موضوعات

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
۱	عرض مترجم	۴
۲	تعارف ابن کثیر	۵
۳	کچھ اس کتاب کے بارے میں	۶
۴	میلاد رسول	۹
۵	شجرۂ مبارکہ	۱۰
۶	بیر زمزم کی دریافت اور کھدائی	″
۷	عبدالمطلب کی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر	۱۱
۸	حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی	″
۹	حضرت آمنہؓ کو خواب میں بشارت	″
۱۰	حضور کا ظہور اور عمر نبوت	۱۲
۱۱	واقعات ولادت	۱۳
۱۲	ایوان کسریٰ میں زلزلہ	۱۴
۱۳	ذکر رضاعت	۱۸
۱۴	حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۹
۱۵	شق صدر	۲۰
۱۶	بنو سعد جنگ حنین میں	۲۲
۱۷	حلیۂ مبارک، عادات کریمہ اور اخلاق فاضلہ	۲۵
۱۸	ابو طالب کے نعتیہ اشعار	۲۹

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ ابن کثیر کی ایک مختصر کتاب مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محب مکرم صوفی سلامت علی صاحب نے مجھے پیش کی اور بڑے شد و مد کے ساتھ فوراً اس کا اردو میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ کتاب کا جو نسخہ میرے پیش نظر ہے وہ دار الکتاب الجدید بیروت لبنان کا مطبوعہ تیسرا ایڈیشن ہے جو سنہ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا ہے۔ اصل مخطوطہ کہاں سے دستیاب ہوا اس کی کہانی خود انھیں کی زبانی پڑھیں جنھوں نے اسے دریافت کیا ہے۔ مصنفِ کتاب علامہ ابن کثیر علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ اس لئے بہت ہی اجمال سے ان کے بارے میں بھی جداگانہ چند سطور لکھ دی گئی ہیں۔ اس کتاب کی ثقاہت کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ صاحب کتاب تقریباً ہر مکتبِ فکر میں مسلّم بھی ہیں اور مقبول بھی۔ ثقہ بھی ہیں اور معتمد بھی۔ انکی تحقیقات اسلامی ورثہ کا عظیم سرمایہ قارئین کے لئے ابن کثیر کی یہ تحقیق بھی ایک نادر اور انمول تحفہ ہے جسے حاصل کرنے کے بعد بلا تاخیر ہم ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں،

آخر میں ان احباب ذی وقار کا شکریہ ادا نہ کرنا بے انصافی اور ناشکری ہوگی۔ جنھوں نے میرا تعاون کیا۔

محسن مکرم صلاح الدین قریشی صاحب کا ممنون ہوں جنھوں نے اس کام کے لئے مجھے توانائی بخشی۔ اور اس طرح کے دیگر کاموں کی بھی ہمت افزائی فرمائی۔ کرم نواز صوفی محمد اکرم صاحب، محب مکرم مرزا محمود صاحب اور مولانا شیر زماں قادری کا شکر گذار ہوں جن کی خصوصی کاوشوں کے باعث یہ کتاب بہت جلد منظر عام پر آرہی ہے۔ رب قدیر ان سب کو بھرپور صلہ مرحمت فرمائے۔ اور اس کتاب کی افادیت عام فرمائے اور ہم سب کو مزید اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا وسیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

افتخار احمد قادری — المجمع الاسلامی۔ مبارکپور ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

تعارف ابن کثیر

یگانۂ روزگار مورخ اسلام علامہ اسماعیل ابن عمر بن کثیر ایک مشہور و معروف شخصیت کا نام ہے۔ علماء دمشق میں امتیازی مقام اور زبردست اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ خصوصاً فقہ، تفسیر، حدیث اور تاریخ کے میدانوں میں غیر معمولی تبحر رکھتے تھے۔
آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں حوران (شام) کی بستی بُصریٰ کے قریب آپ کی ولادت ہوئی۔ ان کے والد ۷۰۳ھ میں انتقال کر گئے۔ ابن کثیر ۷۰۶ھ میں اپنے بھائی کی معیت میں دمشق پہونچے۔ اس وقت اُن کی عمر چھ سال سے کچھ زیادہ تھی۔
پھر سرزمین دمشق پر ہی پوری زندگی گذار دی۔

قرآن حفظ کیا، فقہ، حدیث اور اصول کی تعلیم حاصل کی۔ برہان فزاری، کمال ابن شہبہ، ابن شحنہ، ابن زراد، اسحاق آمدی، اور مزی سے علم فقہ کا درس لیا۔

ان چار مشہور شخصیتوں کی رفاقت پائی۔ اور ان سے متاثر ہوئے۔

(۱) حافظ ذہبی (۲) حافظ مزی (۳) حافظ ابن تیمیہ (۴) حافظ برزالی

اپنے استاد ابن تیمیہ کے تو شیدائی تھے اور بہت حد تک ہم خیال بھی۔

حافظ مزی کی صحبت میں رہے اور ان سے تہذیب الکمال پڑھی۔ مزی نے ان کی ذہانت سے متاثر ہو کر اپنے بہت قریب کیا۔ آخر ش اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کر دیا۔

ابن کثیر نے بہت سی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ان میں سے زیر نظر کتاب بھی ہے۔ ان کے علاوہ ابن کثیر کی مشہور ترین کتابیں یہ ہیں۔

(۱) تفسیر ابن کثیر (۲) البدایہ والنہایہ فی التاریخ (۳) الاجتہاد فی طلب الجہاد

(۴) طبقات الشافعیہ فی التراجم (۵) التکمیل فی رجال الحدیث

(۶) جامع المسانید العشرہ فی الحدیث (۷) الباعث الحثیث الی معرفۃ علوم الحدیث

ابن کثیر زندگی کے آخری مراحل میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۷۷۴ھ میں وفات پائی۔ دمشق مقبرۂ صوفیہ میں اپنے استاد ابن تیمیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں

از:۔ ڈاکٹر صلاح الدین منجد محقق کتاب"

ابن کثیر کے حالات نگاروں نے جس طرح ان کی بعض دیگر کتابوں کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح اس کتاب "مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا بھی ذکر نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تذکرہ نگار چند کتابوں کا تذکرہ کافی سمجھتے ہیں اور ساری تالیفات کا احاطہ نہیں کر پاتے یا اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ صرف مشہور کتابوں" کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اس لئے جب اس کتاب کی دریافت ہوئی تو ہماری مسرت کی انتہا نہ رہی۔ جسکی دو وجہیں ہیں۔

(۱) اسلامی علوم و ثقافت میں ابن کثیر کی کتابیں بہترین اور مفید ترین سمجھی جاتی ہیں۔

(۲) یہ میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موضوع اہم ترین اور قابل توجہ موضوع ہے اس موضوع پر متاخرین نے جو کچھ لکھا ہے اس کے اندر عدم احتیاط کے باعث بہت سی غیر صحیح روایات بھی آگئی ہیں۔ اور ابن کثیر ظاہر ہے کہ روایتوں کے لینے میں بڑے محتاط ہیں۔

ابن کثیر نے اس کتاب میں میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق احادیث و آثار کے ذکر پر اکتفا کی ہے اور ان ہی روایتوں کو لیا ہے جو محتاط محدثین اور ائمہ ناقدین کے نزدیک معتبر اور مقبول ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت و صفات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اگر مزید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اہم اور عظیم اعمال و احکام بھی لیتے تو یہ کتاب ہر طرح سے مکمل ہوتی۔

کتاب کے صفحہ اول سے پتہ چلتا ہے کہ ابن کثیر کی یہ تالیف جامع مظفری دمشق کے ایک مؤذن کے ہاتھ سے کتابت ہوئی ہے۔ یہ مسجد سرزمین دمشق پر حنابلہ کی بہت

بڑی مسجد ہے۔ مظفر الدین کوکبوری حاکم اربل متوفی سنہ ۶۳۰ھ نے اس کی تعمیر کروائی۔ اسی لئے اسے جامع مظفری "کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس مسجد کے مزید دو نام یہ بھی ہیں۔ ۱۔ جامع الجبل۔ ۲۔ جامع الحنابلہ۔

ابن خلکان کی تصریح کے مطابق مظفر الدین جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے عظیم پیمانہ پر منایا کرتا تھا جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مظفر الدین اس جشن کو دینی اور دنیوی دونوں عید کی حیثیت دیتا تھا۔ اندازہ کے مطابق یہ جشن جامع مظفری میں ہوتا رہا ہوگا۔ اس مسجد کے مؤذن شیخ عماد الدین ابوبکر بن بدر الدین حسن نے ابن کثیر سے درخواست کی کہ ایک کتاب "میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم" پر لکھیں۔ اور پھر ان کی درخواست پر یہ کتاب لکھی گئی۔

اس کتاب سے یہ واضح ہے کہ ابن کثیر میلاد پڑھنا جائز سمجھتے تھے۔ اس لئے یہ آسان اور مختصر کتاب تالیف فرمائی۔

کتاب کا یہ قلمی نسخہ امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی کی لائبریری سے اس وقت دریافت ہوا جب ہم وہاں کی لائبریریوں میں عربی مخطوطات کی تلاش و جستجو کر رہے تھے۔

یہ نسخہ مجموعہ یہودا کے اندر ایک قلمی مجموعہ ۵۰۹۸ میں محفوظ تھا۔ اس مجموعہ میں سولہ اہم رسالے تھے۔ میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مخطوطہ ورق ۹۰آ۔ تا۔ ۱۰۰آ، پر مشتمل تھا۔ خط تعلیق میں غیر واضح انداز سے آٹھویں صدی ہجری کے اواخر (یعنی ابن کثیر کے دور حیات) میں لکھا گیا تھا۔

حصول کے بعد ہم نے اس کتاب کی اشاعت ضروری سمجھی تاکہ اس موضوع کی ایک اہم کڑی کا اضافہ ہو جائے پہلے ہم نے کتاب کی عبارتوں کا البدایہ والنہایہ کے باب سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا۔ پھر سیرت ابن ہشام (جو سیرت ابن اسحاق کی آراستہ شکل ہے) سے اس کی مطابقت کی۔ یہ محض اس لئے کیا گیا کہ عبارتوں کی صحت کے بارے میں ہمیں پورا پورا اطمینان ہو جائے۔

دنیا کی سیاحت کے دوران دیگر نایاب کتابوں اور اس کتاب کی دریافت پر ہم

اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اس کا نفع عام فرمائے کیونکہ یہ کتاب اپنی صحت اور مؤلف کی ثقاہت کے باعث حق رکھتی ہے کہ گھر گھر موجود ہو اور چھوٹے بڑے سبھی اس کو پڑھیں اور یاد کریں۔ تاکہ یہ کتاب سب کے ذہنوں میں اس عظیم انسان کی یاد تازہ کرتی رہے جو ان سب کے لئے اور ساری کائنات کے لئے رحمت و ہدایت کے پیکر ہیں۔

میلادِ رسول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۱)

تمام حمد و ستائش اس خدا کے لئے جس نے سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طلعت زیبا سے کائنات کو روشن کیا اور حق کی روشنی سے باطل کی تاریکیوں کو کافور کیا اور جہالت کی راہوں میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو حق کا راستہ دکھایا۔

اس خدا کے لئے مبارک اور پاکیزہ حمد و ثنا اور آسمانوں اور زمینوں کی پہنائیوں کے برابر تعریف و ستائش۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اگلوں پچھلوں سب کا پروردگار ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے بندے، اس کے رسول، اس کے محبوب اور اس کے خلیل ہیں۔ ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔ سارے اہل ایمان کے لئے بشارت دینے والے اور سارے اہل کفر کے لئے ڈر سنانے والے ہیں۔ پرہیزگاروں کے پیشوا اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔ ان پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو۔ اور آپکی ازواج اولاد اور سارے اصحاب سے اللہ راضی رہے۔

میلاد رسول صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے متعلق جو آثار و احادیث محتاط محدثین اور ائمہ ناقدین کے نزدیک نقل شدہ اور قبول یافتہ ہیں ان کا یہ ایک مختصر حصہ ہے۔

(۱) آل عمران ۱۶۴

شجرۂ مبارکہ

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

ابوالقاسم سردار اولاد آدم، نبی اُمّیِ مکرم، خاکِ ولادت وسکونت میں مکی، پھر جائے ہجرت وتربت میں مدنی، صَلَواتُ اللہِ وسلامُہ عَلَیہِ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُونَ وکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُونَ (ان پر صلوات وسلام جب جب ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور جب بھی غفلت والے ان کی یاد سے غافل ہوں۔

آپ کے جداعلیٰ عدنان حضرت اسماعیل ذبیح اللہ (علی الصحیح) بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی نسل سے ہیں۔

آپ کے دادا حضرت عبد المطلب قریش کے سردار، حرم کے شیخ اور بنی اسماعیل کے چشم وچراغ تھے۔

بنی اسماعیل اس وقت قبائل عرب میں سب سے زیادہ معزز ومحترم تھے۔

بیرزمزم کی دریافت اور کھدائی

حضرت عبد المطلب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب میں چاہ زمزم کی جگہ بتائی۔ چاہ زمزم حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد کے زمانے میں ایک مدت تک تھا جب خانہ کعبہ کی تولیت قبیلۂ جُرہُم سے نکل کر بنی خزاعہ کے قبضہ میں آئی اور بنی جُرہُم مکہ سے جانے لگے تو بیرزمزم کو پاٹ گئے اور اس کے نشانات وآثار بھی مٹا کر کوئیں کو بنی خزاعہ سے جو ان کے بعد پانچ سو سال تک کعبہ کے خادم ومتولی رہے۔ بالکل مخفی کر دیا۔ انکو کچھ پتہ نہ چل سکا کہ چاہ زمزم کہاں ہے؟۔

بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد المطلب کو خواب میں بیرزمزم کی نشاندہی کی آپ فوراً اسے کھودنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن قریش نے حرم کو کھودنے سے روکا۔

ان دنوں حضرت عبد المطلب کی اولاد میں حارث کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ انھوں نے ہی کنوئیں کی کھدائی میں اپنے باپ کی مدد اور موافقت کی۔ عبد المطلب

بیر زمزم کے کھودنے اور اس کے اندر سے کعبہ کے مدفون زیورات کے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس وقت قریش کے اندر آپ کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا اور آپ کی اس قدر و منزلت سے آشنا ہوئے جس سے خاص عبدالمطلب کو رب العزت نے نوازا تھا۔ (۱)

عبدالمطلب کی اپنے ایک بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر

حضرت عبدالمطلب نے اللہ عزوجل سے نذر مانی کہ اگر ان کے پورے دس بیٹے ہو گئے تو ان میں سے ایک کو وہ قربان کریں گے جب ان کے دس بیٹے ہو گئے تو نذر پوری کرنے کے لئے ان فرزندوں کے درمیان انھوں نے قرعہ اندازی کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد کے حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکلا۔ جب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے کا محکم ارادہ کر لیا آ قریش نے اس سے روکا یہاں تک کہ قربانی کے بدلے حضرت عبدالمطلب نے سو اونٹوں کا فدیہ دیا۔ جیسا کہ یہ ہماری کتاب السیرۃ النبویہ میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی

عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی بنی زہرہ ں سب سے معزز خاتون حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے کی (۲) حضرت عبداللہ ان کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطن مادر میں منتقل ہوئے۔

حضرت آمنہ کو خواب میں بشارت

محمد بن اسحاق بن یسار کا بیان ہے (۳) حضرت آمنہ فرماتی ہیں جن دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل سے تھی خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا تمھارے بطن میں اس امت کے آقا ہیں۔ جب وہ زمین پر تشریف لائیں اس وقت تم یہ کہنا۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ ج ۲ ص ۲۴۴ ذکر تجدید حفر بئر زمزم و سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۴۳۔
(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ ج ۲ ص ۲۳۹ ذکر تزویج عبدالمطلب ابنہ عبداللہ من آمنہ، و سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۵۶، (۳) سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۵۸ و سیرۃ ابن کثیر ج ۱ ص ۲۰۶

أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ ✽ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدِ
فِي كُلِّ بَرٍّ عَاهِدِ ✽ وَكُلِّ عَبْدٍ رَائِدِ
يَرُوْدُ غَيْرَ زَائِدِ
فَإِنَّهُ عَبْدٌ حَمِيْدٌ مَاجِدٌ ✽ حَتّٰى أَرَاهُ قَدْ أَتَى الْمَشَاهِدِ

خواب میں بشارت دینے والے نے مزید یہ کہا میں یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کی علامت یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوگا جس سے سرزمین شام کے مقام بصریٰ کے محلات روشن ہو جائیں گے۔

جب وہ تشریف لائیں ان کا نام محمد رکھنا ان کا نام توراۃ وانجیل میں احمد ہے تمام اہل زمین وآسمان ان کے مدحت سرا ہیں۔

حضور کا ظہور اور عمر نبوت

ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی تشریف آوری کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:-

میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں میں جس وقت بطن مادر میں آیا۔ میری ماں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور سا ظاہر ہوا جس سے بصریٰ شام چمک اٹھا۔ (٢)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا حضور اپنے ظہور کے بارے میں بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا۔

میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کا مژدہ ہوں اور میری ماں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات چمک اٹھے۔

حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(٢) البدایہ ج ٢ ص ٢٧٥۔

بیشک میں اللہ کے یہاں اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا تھا جب آدم علیہ السلام
آب و گِل کی منزل میں تھے اور میں تمھیں اس کا آغاز بتاتا ہوں۔ میں ابراہیم کی دعا
عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو انھوں نے دیکھا، اور انبیا کی مائیں
اسی طرح دیکھا کرتی ہیں

"دونوں حدیثیں امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی کتاب
دلائل النبوۃ میں روایت کی ہیں"

بیہقی نے دلائل النبوۃ اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے
عرض کیا اے پروردگار میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مغفرت کا سوال
کرتا ہوں رب تعالیٰ نے فرمایا تم نے محمد کو کیسے پہچانا ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہ فرمایا
آدم نے عرض کیا میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا
فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف کی روح پھونکی میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے
ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ نے فرمایا
آدم تو نے سچ کہا یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے، اور جب تم نے اسکے
وسیلے سے دعا کی ہے تو میں نے تم کو بخش دیا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمھیں پیدا بھی نہ کرتا۔

واقعات ولادت

جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اپنے بندہ اور رسول محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اس عالم میں جلوہ گر کر کے اپنا نور ہدایت سب کے لئے ظاہر فرمائے اور حضور کے ذریعہ
بندوں کو اپنی اِس رحمت سے نوازے کہ رسول اکرم انھیں توحیدِ معبود کی راہ دکھائیں
تو پاکباز سیدہ حضرتِ آمنہ کے یہاں دوشنبہ کی درخشندہ شب میں اس نور کا

ظہور ہوا یہ نور واقعۂ اصحاب فیل کے سال ماہ ربیع الاول میں عالم تاب ہوا۔ (۱)

صحیح مسلم میں حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوشنبہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے تمہارے نبی دوشنبہ کو پیدا ہوئے، دوشنبہ ہی کو ان کی بعثت ہوئی، اسی دن ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ (امام احمد بن حنبل وبیہقی)

ابراہیم بن منذر حزامی فرماتے ہیں ہمارے علماء میں سے کسی کو اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعۂ اصحاب فیل کے سال اس خاکدانِ گیتی پر تشریف لائے اور عام فیل کے چالیس سال مکمل ہونے پر آپ کی بعثت ہوئی۔

بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی یہ کہتے ہیں جس رات حضور کی تشریف آوری ہوئی میری والدہ حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھیں وہ بیان کرتی ہیں گھر کی جس چیز پہ میں نظر ڈالتی وہ پُرنور نظر آتی میں ستاروں پر نگاہ ڈالتی تو کیا دیکھتی کہ وہ اس گھر سے قریب آرہے ہیں۔ اس حد تک کہ میں بول پڑی کہ ستارے میرے اوپر گر پڑیں گے۔

ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ

مخزوم بن ہانی مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اس وقت ان کے والد کی عمر ایک سو پچاس ۱۵۰ برس کی ہو چکی تھی وہ کہتے ہیں جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایوان کسریٰ زلزلہ میں آگیا۔ اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور آتشِ فارس جو ہزار سال سے نہ بجھی تھی بجھ کر رہ گئی اور بحیرہ ساوہ (۱) خشک ہو گیا۔ (۲)

---

(۱) سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۵۸، ۱۵۹ وسیرت ابن کثیر ج ۱ ص ۲۰۴۔
(۱) فارس کا ایک شہر۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان۔ ۳/ ۲۴
(۲) البدایہ ج ۲ ص ۲۶۸ "ارتجاس الایوان"

آگے راوی نے مجوسیوں کے قاضی کا خواب بیان کیا ہے موبذان (قاضی مجوس) نے خواب دیکھا کہ کچھ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے لیئے جا رہے ہیں اور دریائے دجلہ کو قطع کر کے اس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ اس سے مجوسی اور ان کا شہنشاہ کسریٰ خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے۔ کسریٰ کے نائب نعمان بن منذر نے عبدالمسیح بن بقیلہ غسانی کو اس غیر معمولی واقعہ کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے سطیح نجومی کے پاس بھیجا۔ جو ان دنوں کافی مشہور تھا۔ سطیح نواحی شام میں رہتا تھا۔

جب عبدالمسیح سطیح کے پاس حاضر ہوا تو اس سے پہلے کہ عبدالمسیح کچھ کہتا سطیح نے سب کچھ بتا دیا اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بتانے لگا۔

عبدالمسیح اونٹ پر سوار ہو کر سطیح کے پاس آیا ہے جو اب لب گور ہے سنو! تم کو بنی ساسان کے بادشاہ نے ایوان کے زلزلہ، آگ کے بجھنے اور موبذان کے خواب کے سبب بھیجا ہے۔ موبذان (قاضی مجوس) نے خواب دیکھا ہے کہ کچھ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے جا رہے ہیں اور دجلہ کو پار کر کے اس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔

آگے سطیح نے بیان کیا اے عبدالمسیح جب تلاوت کی کثرت کا زمانہ آجائے اور صاحب عصا ظہور پذیر ہوں اور وادی سماوہ بہہ پڑے اور بحیرہ ساوہ خشک ہو جائے اس وقت شام سطیح کے لئے شام نہ رہ جائے گا۔ اب فارس والوں کے بادشاہ و ملکہ بس کنگروں کی تعداد (۱۴) کے برابر حکمراں ہوں گے پھر جو کچھ آنے والا ہے وہ آکر رہے گا اس کے بعد سطیح وہیں مر گیا۔

یہ خواب مملکت کسریٰ کے زوال کی وارننگ اور فارس پر اسلامی پرچم لہرانے کا اشارہ تھا اور آنے والے وقت میں ایسا ہی ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرمایا تھا اس موجودہ قیصر (شہنشاہ روم) کی ہلاکت کے بعد اب کوئی قیصر نہ ہوگا اور نہ ہی اس کسریٰ (شاہ فارس) کی ہلاکت کے بعد کوئی اور کسریٰ ہوگا۔ رب ذوالجلال کی قسم تم لوگ ان دونوں کے خزانے راہ خدا میں خرچ کرو گے۔ (بخاری و مسلم)

مقصد گفتگو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری والی رات بڑی مقدس، بڑی مبارک، بڑی عظیم اور بڑی پرنور رات تھی۔

اس رات میں اللہ عزوجل نے اس گوہر تابدار سے دنیا کو زینت بخشی جو برابر پاک پشتوں سے پاک رحموں تک منتقل ہوتا آیا تھا۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب پھران سے حضرت آمنہ بنت وہب زہریہ تک یہ گوہر پہونچا پھر اس مقدس اور عظیم رات میں نبوت ورسالت کا آخری تاجدار بن کر اس دنیا میں جلوہ گر ہوا۔

آپ کی تشریف آوری کے وقت جو ظاہری اور باطنی انوار ظاہر ہوئے ان سے عقلیں، حیران اور نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ روایات واحادیث اسکی شاہد ہیں۔

محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناف بُریدہ، ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ جب زمین پر آئے سجدۂ الٰہی میں گر پڑے۔ اہل مکہ کے رواج کے مطابق جب عورتوں نے آپ کے اوپر پتھر کی ایک ہانڈی رکھی تو وہ ہانڈی الٹ گئی۔ عورتوں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان عورتوں نے آپ کے دادا عبدالمطلب کو اس سے آگاہ کیا۔ والد ماجد تو اسی زمانہ میں وفات پا چکے تھے جب سرکار بطن مادر میں تھے۔ ان سے عبدالمطلب نے کہا تم ان کی نگہداشت کرو مجھے امید ہے اس فرزند کی کی ایک امتیازی شان ہوگی اور یہ صاحب خیر ہوگا۔ (۱)

جب ساتواں دن آیا عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کیا اور قریش کو دعوت دی۔ دعوت سے فارغ ہونے کے بعد قریش نے پوچھا صاحبزادے کا نام کیا رکھا ہے عبدالمطلب نے جواب دیا محمد۔ لوگوں نے پوچھا خاندان کے ناموں سے ہٹ کر یہ نام کیوں رکھا؟۔ انھوں نے جواب دیا میری نیت یہ ہے کہ آسمان پر اللہ ان کی حمد کرے اور زمین پر انکی

---

(۱) بدایہ ص ۲۶۶ ج ۲

مخلوق ان کی حمد کرے۔ چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوصاف حمیدہ اور لائق ستائش کمالات کے جامع تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے گھر والوں کو "محمد" نام رکھنے کا الہام فرمایا۔ تاکہ نام اور نام والے میں یکسانیت رہے۔

جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ ۔۔۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا الْحَمْدُ [1]

آپ کے اعزاز میں اللہ عزوجل نے آپ کے نام کو اپنے نام سے نکالا ہے۔ چنانچہ عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔

بخاری و مسلم میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے۔ میرے بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کی تیرگی مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بخاری و مسلم ہی کی حدیث ہے حضرت ابوہریرہ راوی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو میرا نام رکھو مگر میری کنیت نہ رکھنا [2]" ترمذی کی روایت ہے:۔ میرا نام اور کنیت دونوں نہ رکھنا میں ابوالقاسم ہوں اللہ رزق دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

امام احمد بن حنبل نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جب حضور کے صاحبزادے ابراہیم حضرت ماریہ سے پیدا ہوئے حضرت جبرئیل حاضر ہوئے اور حضور کو ان الفاظ میں سلام عرض کیا السلام علیکم یا ابا ابراہیم اے ابو ابراہیم آپ کو سلام،

---

[1] فی المطبوعۃ ۔ کما قال عمہ ابو طالب ، وہو خطأ مطبعی ظاہرا ۱۲ ۔ مترجم ۔

[2] نام اقدس پر نام رکھنے کی فضیلت تو خود احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور حدیث ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس کا نام محمد ہو اسے ابوالقاسم کنیت رکھنے کی بھی اجازت ملی ہے تو قول فیصل وہی ہے جو ہمارے فقہاء نے سب حدیثوں کو سامنے رکھ کر لکھا ۔ ۱۲ ۔ مترجم ۔

ذکر رضاعت

سب سے پہلے آپ کو ابولہب کی باندی ثُوَیبہ نے دودھ پلایا انھوں نے آپ کے چچا ابولہب کو ولادت کی بشارت سنائی تھی جس پر ابولہب نے انکو آزاد کردیا تھا۔

حضرت عباس نے ابولہب کے مرنے کے بعد اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے بُرے حال میں ہے تو اس سے پوچھا کیا رہا؟ اس نے جواب دیا مرنے کے بعد کوئی بہتری نہ مل سکی سوائے اس کے کہ ثویبہ کے آزاد کرنے کے صلہ میں بس اِس میں پینے کو مل جاتا ہے اس سے اس نے اپنے انگوٹھے کے گڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ اس حدیث کی اصل بخاری و مسلم میں ہے۔ (۱)

ابولہب وہ بدبخت انسان ہے جس کی مذمت میں قرآن کی ایک پوری سورہ نازل ہوئی ہے۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ اس کی آزاد کردہ باندی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلادیا تو اس کا فائدہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔

سہیلی وغیرہ نے اس خواب کا اتنا حصہ اور بیان کیا ہے ابولہب نے حضرت عباس سے یہ بھی کہا دوشنبہ کو میرے عذاب میں کچھ کمی کردی جاتی ہے۔

علماء نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور کی تشریف آوری کی بشارت سنانے پر ثُویبہ کو جس وقت ابولہب نے آزاد کیا تھا اسی وقت اس کے عذاب میں کمی کیجاتی ہے

بخاری و مسلم کی ایک طویل حدیث میں جسکی سند یہ ہے زہری۔ عن عروہ۔ عن زینب بنت ام سلمہ عن امہا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ثویبہ نے مجھے اور ابوسلمہ دونوں کو دودھ پلایا ہے اس لئے تم اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو مجھ سے نکاح کے لئے نہ پیش کرو۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ثویبہ ابولہب کی باندی تھیں ان کو ابولہب نے آزاد کردیا تھا انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔

(۱) بدایۃ ۲ ص ۲۷۳

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) حضرت حلیمہ کے مکہ آنے اور حضور کے ساتھ اپنے گھر واپس ہونے کا واقعہ بیان کرتے ہیں:۔

ہر سال کا دستور تھا کہ بنو سعد کی عورتیں دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ آتیں مکہ والے بچوں کی اچھی پرورش اور صحت کی خاطر اپنے دودھ پیتے بچوں کو دیہات بھیجتے یہ دیہات کی عورتیں اجرت پر دودھ پلاتی تھیں۔ اس سلسلے میں حضرت حلیمہ کا قبیلہ بنو سعد کا خطہ اس وقت حد درجہ بہتر سمجھا جاتا تھا۔

اس طرح بچوں کی متلاشی عورتوں کے قافلہ میں حضرت حلیمہ مکہ پہونچیں۔ وہ کہتی ہیں میرے ساتھ کی کوئی عورت بچی نہ تھی جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش نہ ہوئے ہوں مگر وہ ساری عورتیں اس وجہ سے آپ کو لینے سے انکار کرتیں کہ آپ یتیم تھے اور ہم دراصل بچے کے باپ سے اچھا صلہ لینا چاہتے۔

وہ فرماتی ہیں مجھے جب کوئی اور نہ مل سکا تو میں نے آپ کو لیا پھر میں ان کو لیکر اپنے کجاوے میں آئی اب جو میں نے ان کے منہ میں پستان دیا تو اتنا دودھ نکلا کہ انھوں نے پیا اور سیر ہو گئے۔ ان کے رضاعی بھائی نے بھی پیا اور سیر ہو گیا۔ میرے شوہر اپنی اونٹنی کا دودھ دوہنے اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اتنا دودھ دوہا کہ ہم نے آسودہ ہو کر پیا۔ اور ہماری رات بڑی اچھی گذری میرے شوہر نے مجھ سے کہا حلیمہ! خدا کی قسم مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بڑا مبارک بچہ پایا ہے۔ وہ کہتی ہیں پھر ہم اپنے وطن واپس ہونے کے لئے روانہ ہوئے تو خاص بات یہ ہوئی کہ ہماری سواری جو پہلے کمزور اور سست رفتار تھی قافلہ کی سبھی سواریوں سے آگے تھی۔ عورتیں کہنے لگیں واللہ آج تمہاری سواری کی عجیب شان ہے

(۱) بدایہ ج ۲ ص ۲۲۳ - ۲۷۴ و سیرت ابن ہشام ج ۱۔

ہم اسی انداز سے بنو سعد کے خطہ میں داخل ہوئے۔ بنو سعد کے خطہ سے زیادہ خشک شاید کوئی اور خطہ نہ تھا۔ یہاں بھی یہ تبدیلی آئی کہ میری بکریاں چرنے کے لئے جاتیں تو آسودہ ہو کر لوٹتیں اور ہم جس قدر چاہتے ان کا دودھ دوہتے جب کہ دوسروں کی بکریاں کا حال یہ تھا کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی ان سے حاصل نہ ہوتا اور وہ بکریاں بھوکی چراگاہوں سے واپس آتیں بات اس حد تک پہونچی کہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کیا تم بنت ابوذویب کی بکریوں کو نہیں دیکھتے جہاں وہ چرتی ہیں وہیں تم بھی چرایا کرو پھر وہ میری بکریوں کے ساتھ چرانے لگے لیکن ان کے حق میں نتیجہ وہی رہا ان کی بکریاں بھوکی ہی رہ جاتیں اور دودھ ایک قطرہ بھی ان سے نہ ملتا اور میری بکریاں اسس حال میں لوٹتیں کہ آسودہ بھی ہوتیں اور ان کے تھن دودھ سے بھرے بھی۔ اور ہم جتنا چاہتے دوہتے۔

اسی طرح مسلسل اللہ ہمیں برکت دکھاتا رہا اور ہم اس برکت سے آشنا ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف دو سال ہو گئی آپ جس انداز سے بڑھ رہے تھے دوسرے بچے اس انداز سے بڑھا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم آپ دو سال کے بھی نہ ہو پائے تھے کہ ایک مضبوط اور تندرست جسم والے ہو گئے اس عمر میں ہم ان کو ان کی والدہ کے پاس لے گئے پھر ان سے دوبارہ لیا اور اپنے وطن واپس آئے۔

شقِ صدر

دو تین ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا یہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھر کے پیچھے ہماری بکریوں میں تھے کہ ان کا بھائی تیزی سے بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے بتایا کہ میرے قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے پھر انھوں نے بھائی کو زمین پر لٹایا اور ان کا شکم چاک کیا۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں بس فوراً میں اور میرے شوہر تیزی سے ان کی طرف بڑھے تو ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ کھڑے ہیں اور رنگ بدلا ہوا ہے۔ فوراً ان کے والد نے ان کو سینے سے لگا لیا اور پوچھا بیٹے! کیا ہوا آپ نے بیان فرمایا میرے پاس دو شخص آئے وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے مجھے زمین پر لٹایا میرا شکم چاک کیا اور اسکے

اندر سے کچھ نکال کر پھینکا اور دل کو اپنی جگہ واپس رکھ دیا۔ اس کے بعد ہم ان کو اپنے ساتھ لائے ان کے والد نے کہا حلیمہ! مجھے صاحبزادے کے بارے میں اندیشہ ہو رہا ہے آؤ چلیں ان کو ان کے گھر والوں کو واپس کر آئیں۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں ہم ان کو لے کر ان کے گھر پہونچے۔ ان کی والدہ کو ان کے دیکھتے ہی گھبراہٹ ہوئی۔ وہ پوچھ بیٹھیں تم اسے واپس کیوں لائے جب کہ تم دونوں کو تو اسے اپنے پاس رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ ہم نے کہا ہمیں اس کے بارے میں ہلاکت اور حادثاتِ زمانہ کا اندیشہ ہے۔ حضرت آمنہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ مجھے بتاؤ تو! وہ اس پر اصرار کرتی رہیں یہاں تک کہ ہمیں پورا واقعہ بیان کرنا پڑا۔ انھوں نے فرمایا تم کو انکے بارے میں شیطان کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔ ہرگز ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم ان کی طرف شیطان کے لئے کوئی راہ ہی نہیں میرے بیٹے کی ایک امتیازی شان ہونے والی ہے۔ کیا میں تم کو ان کا واقعہ نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا ہاں ہاں ضرور بتائیں۔ انھوں نے بیان کیا میں نے ان کو حمل میں لیا تو مجھے اتنا ہلکا حمل محسوس ہوا کہ اس سے ہلکا حمل کبھی نہ ہوا۔ میں حمل ہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک ایسا نور پھوٹا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے پھر وہ دنیا میں اس طرح آئے جس طرح دوسرے آنے والے نہیں آیا کرتے۔ کیفیت یہ تھی کہ اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے اور اپنا سر آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے تھے۔ جاؤ اسے یہیں رہنے دو۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھیل میں بچوں کے ساتھ تھے کہ جبرئیل آئے اور آپ کو زمین پر لٹایا اور سینہ چاک کر کے دل کو باہر نکالا اس سے ایک خون بستہ نکال دیا اور فرمایا یہ شیطان کا حصہ ہے پھر دل کو سونے کے طشت میں رکھ کر آب زمزم سے دھویا اس کے بعد اسے درست کیا پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا یہ منظر دیکھ کر لڑکے بھاگتے ہوئے حضرت حلیمہ کے پاس پہونچے اور کہنے لگے محمد قتل کر دیئے گئے۔ فوراً گھر والے وہاں پہونچے تو آپ

کو دیکھا کہ آپ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ حدیث کے راوی حضرت انس کہتے ہیں میں آپ کے سینۂ مبارک پر اس سلائی کا نشان دیکھا کرتا تھا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس، حضرت ابو ذر اور حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی حدیث معراج میں یہ بھی ہے کہ شب معراج آپ کا شقِ صدر ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مقصد گفتگو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنو سعد میں دودھ پیا پیا کہ انکو اپنی خصوصی وعمومی برکتوں سے نواز دیا۔ جس کا فیض انکو بعد کے عہد میں بھی ملتا رہا۔

بنو سعد جنگ حنین میں

خصوصاً جنگ حنین کے دن بنو سعد کی عورتیں اور مرد حضور کے سامنے قیدی .... بن کر آئے تو بنو سعد کی عورتوں اور مردوں نے یہ واسطہ دیا کہ ہم نے آپکو دودھ پلایا ہے آپ ہم پر مہربانی کریں اس کے بعد رحمت عالم کے احسان وانعام کی ان پر بھرپور بارش ہوئی۔ بنو سعد کے لوگ جب اسلام لائے اس وقت ان میں سے ایک شخص نے کہا ہم اہل اور خاندان ہیں آج ہم جس مصیبت میں گرفتار ہیں وہ آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے آپ ہم پر احسان فرمائیں آپ پر اللہ اپنا فضل فرمائے گا۔ (۱)

انھیں کے ایک خطیب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جو عورتیں قیدی ہیں وہ آپ کی خالائیں اور دائیاں ہیں۔ وہ آپ کی دیکھ ریکھ کیا کرتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ان کے قیدی ہوئے ہوتے تو ہم ان کی مہربانی کی امید رکھتے اور آپ تو سب سے بہتر ہیں۔

پھر اس نے یہ اشعار سنائے۔

اُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ فِيْ كَرَمٍ   فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَدَّخِرُ

اے کرم والے رسول خدا آپ ہم پر احسان فرمائیں یقیناً آپ ایسے انسان ہیں

(۱) بدایہ ج ۲ ص ۲۶۸ و سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۰۸ و سیرت ابن کثیر ص ۲۲۲ ج ۱

جو ہماری امیدگاہ اور ذخیرۂ خیر و احسان ہے۔

اُمْنُنْ عَلَىٰ بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ مُمَزَّقٌ شَمْلُهَا فِي دَهْرِهَا غِيَرُ

آپ ہمارے بکھرے شیرازے پر کرم فرمائیں جو تنگدستی اور زمانہ کی گردش انقلاب کا شکار ہو چکا ہے۔

أَلْقَتْ لَنَا الدَّهْرَ هَتَّافًا عَلَىٰ حَزَنٍ عَلَىٰ قُلُوبِهِمُ الْغَمَّاءُ وَالْغَمَرُ

إِنْ لَمْ تَدَارِكْهُمَا نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا يَا أَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِينَ تُخْتَبَرُ

ہمیشہ کے لئے جس زمانہ کی گردش سے ہمارے دلوں پر غم و آلام اور مصائب کے بادل چھائے رہیں گے اگر آپ کا ہم پہ احسان و کرم نہ ہوا۔ اے لوگوں میں سب سے زیادہ دانائی و تدبر والے۔

اُمْنُنْ عَلَىٰ نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا إِذْ فُوكَ يَمْلَؤُهُ مِنْ مَحْضِهَا دُرَرُ

آپ ان عورتوں پہ احسان فرمائیں جن کا آپ دودھ پیتے تھے اس وقت جب آپ کا منہ ان کے خالص دودھ سے بھر جاتا تھا۔

اُمْنُنْ عَلَىٰ نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا وَإِذْ يَزِينُكَ مَا تَأْتِي وَمَا تَذَرُ

ان عورتوں پر ضرور کرم فرمائیں جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور جب آپ کو زیب دیتا تھا جو بھی کریں، نہ کریں۔

لَا تَجْعَلَنَّا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُهُمْ وَاسْتَبْقِ مِنَّا فَإِنَّا مَعْشَرٌ زُهُرُ

ہمیں ان لوگوں کی طرح نہ رکھ چھوڑیں جن کا شیرازہ بکھر چکا ہو اور وہ رسوا ہو چکے ہوں ہمیں آپ عزت و وقار پہ بحال رکھیں ہم بلاشبہ عزت و آبرو والے لوگ ہیں۔

إِنَّا لَنَشْكُرُ لِلنُّعْمَىٰ إِذْ كُفِرَتْ وَعِنْدَنَا بَعْدَ هَٰذَا الْيَوْمِ مُدَّخَرُ

ہم احسان و نعمت کی اس وقت بھی شکر گذاری کرتے ہیں جب دوسرے اس کی ناشکری کرتے ہیں آج کے بعد ہمارے لئے اور بھی شکر گذاری کے مواقع آئیں گے۔

فَأَلْبِسِ الْعَفْوَ مَنْ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهُ مِنْ أُمَّهَاتِكَ إِنَّ الْعَفْوَ مُشْتَهَرُ

آپ اپنی ان ماؤں پر عفو کا سایہ ڈالیں جن سے آپ دودھ پیتے تھے یقیناً آپ کا

عفو و کرم مشہور ہے ۔

وَاِنَّا نُؤَمِّلُ عَفْواً مِنْكَ تُلْبِسُهُ   هٰذِي الْبَرِيَّةَ اِذْ تَعْفُوْ وَتَنْتَصِرُ

یقیناً ہمیں آپ سے معافی کی امید ہے کیونکہ یہ معافی آپ سے عام خلائق کو اس وقت ملتی ہے جب آپ غالب آکر معاف فرماتے ہیں ۔

فَاغْفِرْ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا اَنْتَ رَاهِبُهٗ   يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِذْ يُهْدٰى لَكَ الظَّفَرُ

آپ ہمیں بخشیں اللہ آپ سے درگزر فرمائے وہ جس کا آپ کو اندیشہ ہے، قیامت کے دن جب آپ کے لئے عزت و کامیابی پیش کی جائے گی ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ سنا تو فرمایا جو کچھ میرا اور بنی ہاشم کا ہے وہ سب اللہ کا اور تمہارا ہے یہ سنکر مسلمانوں نے بھی کہا جو ہمارا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ کئی ارباب سیر نے ذکر کیا ہے کہ بنو سعد کے قیدیوں کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی ۔

ابو الحسین فارس لغوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مال ان کو واپس کیا ان کی مالیت و قیمت پانچ لاکھ درہم کے برابر تھی ۔

حلیۂ مُبارکہ، عادات کریمہ، اور اخلاق فاضلہ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میانہ قد تھے۔ نہ تو حد سے زیادہ لمبے اور نہ کوتاہ قد، نہ بہت سفید اور نہ ہی آپ کی گندم گونی میں سیاہی تھی۔ آپ کے بال نہ تو بالکل گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ساٹھ سے زیادہ تھی مگر سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

آپ کا سر مبارک بھاری بھر کم تھا، چہرہ گول، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، پلکیں لمبی لمبی، رخسار نرم و ہموار، منہ بڑا اور داڑھی گھنی، آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

آپ کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی جیسے عروسی کمرہ کا بٹن۔ دونوں مونڈھوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا، آپ کے گیسوئے مبارک ان تک پہونچتے اور جب کبھی آپ بال چھوٹے کراتے تو آدھے کانوں تک ہی ہوتے، پہلے سب بال ایک ساتھ لٹکاتے تھے پھر دو حصے کر دیے اور بیچ میں مانگ رکھی) آپ کے شانوں باتھوں، اور سینے کے بالائی حصوں پر کثرت سے بال تھے، آپ کے گٹے لمبے ہتھیلیاں چوڑی اور موٹی، انگلیاں بھی فربہ وسخت، شکم وسینہ دونوں برابر، جسم عمدہ وممتاز، بدن مبارک روشن اور نورانی۔ ایڑیوں پر گوشت کم تھے، جب چلتے آگے کو جھک کر چلتے، جیسے آپ نشیب میں اتر رہے ہوں اور جیسے زمین آپ کے لئے سمٹ رہی ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب کبھی ہم حضور کے ساتھ چلتے تو ہم پوری طاقت صرف کر دیتے اور حضور بے تکلف معمول کے مطابق چلتے۔

کپڑے آپ وہ استعمال کرتے جن سے جسم ڈھک سکے اور چھپ سکے، آپ کو کرتے پائجامے، سادی اور نقش والی چادریں پسند تھیں۔ کبھی کبھی عبا اور چست آستین

کے جسے بھی زیب تن فرماتے، آپ کا عمامہ شملہ دار ہوتا، بسا اوقات لنگی اور چادر میں ہوتے نہ تو آپ لباس میں تکلف فرماتے اور نہ ہی کھانے پینے میں اور ان میں سے جو حلال چیز آپ کو پیش کی جاتی اسے رد نہ فرماتے۔

آپ شجاعت و فیاضی کے پیکر تھے کوئی آپ سے بڑھ کر فیاض نہ تھا اور نہ ہی امر حق میں کوئی آپ سے زیادہ شیر دل تھا ——— صحابہ کا بیان ہے الخ جب جنگ شدت پر آتی ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ میں آجاتے غزوۂ حنین کے دن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب شکست کے مرحلہ میں داخل ہو چکے تھے اور آپ کے ساتھ سو سے زیادہ آدمی نہ رہ گئے تھے اور ادھر دشمن ہزاروں ہزار کی تعداد میں اور زبردست اسلحوں سے مسلح تھے ایسے کٹھن وقت میں آپ اپنی سواری کا رخ دشمنوں کی طرف کر کے آگے بڑھتے ہیں اور بلند آواز میں اپنا نام لیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

انا النبی لا کذب	انا ابن عبد المطلب
میں بلاشک وشبہ نبی ہوں	میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

یہ محض اس لئے تھا کہ آپ کو اپنے خدا پر پورا بھروسہ اور اس کی فتح و نصرت پر مکمل اعتماد اور اس کے وعدہ اور کلمہ کی سربلندی پر پورا یقین تھا۔
یہی وجہ تھی کہ آپ کو بالآخر فتح و کامرانی حاصل ہوئی اور دشمنوں کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا وہ بھاری تعداد میں قیدی ہوئے۔ صحابہ جب آپ کے پاس گھوم کر واپس آرہے ہیں تو دشمنوں کے قیدی اور سورما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سر بہ خاک پڑے ہوئے ہیں۔

آپ کی فیاضی کا حال یہ تھا کہ کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ آپ سے کسی چیز کا سوال ہوا ہو

اور آپ نے "نہیں" کہہ دیا ہو۔ جو عطا کرتے اسے زیادہ نہ سمجھتے۔ آپ کو خود حاجت ہوتی مگر آپ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا آپ کا اخلاق قرآن تھا۔ (بخاری و مسلم)

بہت سے علماء کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا قرآن نے حکم دیا اس پر آپ نے عمل کیا اور جس سے قرآن نے منع کیا اسے آپ نے ترک فرما دیا اور جس کی قرآن نے ترغیب دی اس کی طرف آپ نے سبقت کی اور جس سے ڈرایا اس سے آپ بہت دور رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورۂ قلم ۱-۴)

قلم اور تحریروں کی قسم آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور یقیناً آپ کے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بیشک آپ کے اخلاق بڑی شان کے ہیں۔

بہت سے علماء نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنی آپ عظیم دین پر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے آپ کی خدمت میں فوراً حاضر ہونے والوں میں میں بھی تھا جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کا پہلا ارشاد جو میں نے سنا وہ یہ تھا لوگو سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رشتوں کو جوڑو اور راتوں کو نماز پڑھو، جب لوگ سو رہے ہوں ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ گے۔

آپ ہر اچھے اور عمدہ اخلاق کے حامل رہے طفولیت سے بعثت تک اور بعثت سے وصال تک اِن اخلاق کے پیکر رہے۔ سچائی، امانت داری، فیاضی، صلہ رحمی، پاک بازی، شجاعت، راتوں کی عبادت و ریاضت، ہر ہر آن اور ہر ہر لمحہ اللہ کی اطاعت و فرماں برداری، عظیم علم، زبردست فصاحت، مکمل خیر خواہی، رافت و رحمت محبت

وشفقت، ہر شخص کے ساتھ حسنِ سلوک، ضرورت مندوں، یتیموں، بیواؤں، ناتوانوں اور بے سہاروں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا یہ سب آپ کے اخلاق فاضلہ تھے۔

ان سب کے ساتھ شکل وصورت بھی ایسی کہ سبحان اللہ نادر، فائق اور سب سے ممتاز۔ اور نسب میں سب سے اعلیٰ پوری روئے زمین پر آپ کا قبیلہ سب سے معزز پھر اس قبیلہ میں آپ کا خاندان سب سے معظم۔

اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔ (انعام آیت ۱۲۵)

صحیح مسلم میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے بنی اسماعیل کو چنا، بنی اسماعیل سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ سے قریش کو۔ قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔ (۱)

حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے حضور کا ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے سب سے اونچے آسمان کو منتخب کر کے اس پر جسے چاہا آباد کیا پھر مخلوقات کو پیدا فرمایا ان میں بنی آدم کو منتخب کیا، بنی آدم میں عرب کو، عرب میں مضر کو، مضر میں قریش کو، قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھے منتخب فرمایا۔ اس طرح میں منتخب سے منتخب تک پہونچتا رہا۔

جس نے عربوں سے محبت کی اس نے میری محبت کے باعث ان سے محبت کی، اور جس نے عربوں سے عداوت کی اس نے میری عداوت کے باعث عداوت کی (۲)

حاکم ہی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے جبرئیل نے بیان کیا میں نے پوری زمین مشرق سے

---

(۱) بدایہ ج ۲ ص ۲۵۶۔ (۲) ایضاً ج ۲ ص ۲۵۷۔

مغرب تک الٹ پلٹ کر دیکھی ہے لیکن محمد سے افضل میں نے کسی کو نہ پایا اور بنی ہاشم سے افضل کوئی قبیلہ نہ پایا۔ (۱)

حافظ بیہقی فرماتے ہیں سابقہ حدیث واثلہ بن اسقع سے ان روایتوں کو تقویت پہونچ رہی ہے۔

ابوطالب کے نعتیہ اشعار

محمد بن اسحاق نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے کچھ نعتیہ اشعار ذکر کئے ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں۔

ابو طالب آپ کے وہ چچا تھے جو دین قریش پر ہوتے ہوئے بھی آپ کی بھرپور حمایت و دفاع کرتے رہے۔

إِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ لِمَفْخَرٍ　　فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِيمُهَا

قریش اگر کسی دن اپنے مفاخر گنانے اکٹھا ہوں تو بنی عبد مناف ان کا مغز اور ان کی اصل ہوں گے۔

فَإِنْ حُصِّلَتْ أَشْرَافُ مَنَافِهَا　　فَفِي هَاشِمٍ أَشْرَافُهَا وَقَدِيمُهَا

پھر اگر عبد مناف کے شرفاء جمع ہوں تو ان میں بنی ہاشم سب سے اشرف اور افضل ثابت ہوں گے۔

وَإِنْ فَخَرَتْ يَوْمًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا　　هُوَ الْمُصْطَفَى مِنْ سِرِّهَا وَكَرِيمُهَا

اس کے بعد اگر بنی ہاشم فخر کرنے پر آئیں تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کے مغز اور ان کے بہتر و اعلیٰ حصہ سے منتخب ثابت ہوں گے۔

آپ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب نے خراج عقیدت پیش کیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ اشعار عباس بن مرداس سلمی کے ہیں۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي　　مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

(۱) بدایہ ج ۲ ص ۲۵۷ و مستدرک (۲) بدایہ ص ۲۵۸ ج ۲۔

زمین پر آنے سے پہلے (پیشانی آدم میں رہ کر) آپ جنت کے سایوں میں خوش حال رہے۔ اور ایک ودیعت گاہ میں جب بدن پر پتے چپکائے جا رہے تھے۔

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ،

پھر آپ نے زمین پر نزول فرمایا، اس حال میں کہ نہ آپ بشر تھے نہ پارہ گوشت نہ خون بستہ۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ،

بلکہ (جناب سام بن نوح کی پشت میں) آبی مادہ اور نطفہ تھے کہ آپ سفینۂ نوح پر سوار تھے۔ جب نسر نامی بت اور اس کے پجاریوں کے منہ پر طوفانِ غرق نے لگام لگا دی تھی۔

حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ،

یہاں تک کہ آپ کا باعظمت اور پر شکوہ گھرانا اولادِ خندف[۲] کی ایک ایسی بلند چوٹی پر جا گزیں ہوا جس کے نیچے دوسرے حلقے اور متوسط پہاڑیاں تھیں (یعنی دیگر خاندان و قبائل تھے)

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ،

اور آپ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو زمین چمک اٹھی اور افق عالم آپ کے نور سے روشن ہو گیا۔

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ،

تو اب ہم اسی روشنی اور اسی نور میں ہدایت کا رستہ طے کر رہے ہیں۔

---

(۱) بدایہ ج ۲ ص ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲؎ سرکار کی ایک جدۂ عالیہ ہیں۔ مدرکہ بن الیاس کی والدہ ماجدہ۔ ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں کی مثال وہی ہے جو اونچے پہاڑ کی بلند چوٹی کو دوسری نشیبی پہاڑیوں سے اور درمیانی حلقوں سے ہوتی ہے۔ ۱۲۔ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ۔ شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود ۔ گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم ۔ نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود ۔ نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود ۔ فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر ۔ نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا ۔ اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں ۔ اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعوےٰ نہیں ۔ شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور ۔ ق ۔ بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا ۔ مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ہماری کتب

مزارات پر عورتوں کی حاضری

از، مولانا احمد رضا فاضل بریلوی ۔ قیمت 6/75

معانقہ عید

از، مولانا احمد رضا فاضل بریلوی قیمت، 7/50

مِیلاد النبیؐ

از مولانا احمد رضا فاضل بریلوی قیمت ۔ 3/0

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی